ڈی این اے ٹیسٹ کی بطور شہادت حیثیت

محمد الیاس خان
ڈائریکٹر جنرل (ریسرچ) / ترجمان،
اسلامی نظریاتی کونسل

گزشتہ دنوں الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا میں بہت زور و شور سے ڈی این اے ٹیسٹ کی بطور شہادت حیثیت پر بحث و مباحثہ چلتا رہا اور دعویٰ کیا جاتا رہا کہ ڈی این اے ٹیسٹ کو زنا بالجبر (rape) کے کیسز میں بنیادی شہادت (primary evidence) کی حیثیت حاصل ہے۔ اس سلسلے میں کونسل کی ایک حالیہ سفارش کو سمجھے بغیر تنقید و ملامت کا نشانہ بھی بنایا گیا۔

ذیل کی سطور میں حقائق کی روشنی میں ڈی این اے ٹیسٹ کی شہادتی حیثیت اور اس سلسلے میں کونسل کی سفارش کا جائزہ لینا مقصود ہے۔ زنا کی سزا کا تعلق حدود سے ہے اور حدود کی نہ صرف سزائیں طے شدہ اور منصوص ہیں بلکہ ان کے ثبوت کا طریقہ کار اور شہادت کا نصاب بھی مقرر ہے۔ اس کے برعکس زنا بالجبر کے عمل میں دو جرم شامل ہوتے ہیں ایک زنا کہ جس کا تعلق حقوق اللہ سے ہے اور جس کی سزا حد کہلاتی ہے۔ حد کی اس سزا کی تفصیل یہ ہے کہ مجرم کے غیر شادی شدہ ہونے کی صورت میں اسے سو کوڑوں کی سزا دی جائے گی جبکہ شادی شدہ ہونے کی صورت میں اسے رجم کی سزا دی جائے گی۔ اور دوسرا جرم جبر کا ہے جس کا تعلق حقوق العباد سے ہے اور اس کی سزا حد نہیں بلکہ تعزیر کے زمرے میں آتی ہے۔ لہٰذا اگر زنا مقرر کردہ طریق کار نصاب شہادت سے ثابت ہو جائے (مثلاً ملزم ارتکاب زنا کا اقرار کر لے یا اس کے خلاف مقررہ اور منصوص شرعی شہادت مہیا ہو جائے) تو یہ حد کا کیس بن جائے گا اور ایسے مجرم کو حد زنا کی طے شدہ سزا دی جائے گی جو اوپر درج کی گئی ہے۔ ثبوت زنا کے ساتھ ساتھ جبر بھی ثابت ہو جائے تو حد کے ساتھ ساتھ تعزیر کی سزا بھی دی جاسکے گی۔ تاہم اگر زنا اپنے طے شدہ طریق کار نصاب شہادت سے ثابت نہ ہو سکے لیکن واقعاتی قرائنی، طبّی/ سائنسی (فارنسک) شہادتوں سے جبری زیادتی ثابت ہو جائے تو مجرم پر تعزیری سزا نافذ کی جائے گی جو سزائے موت تک بھی ہو سکتی ہے۔

ڈی این اے کی گواہی کے مسئلے پر کونسل کی سفارش اور اس کی توضیح

کونسل نے ڈی این اے ٹیسٹ کو بنیادی یا ثانوی قرائنی شہادت قرار دینے کی بات کی ہی نہیں ہے۔ کونسل نے ۲۸-۲۹ مئی ۲۰۱۳ء و ۱۸- ۱۹ ستمبر ۲۰۱۳ء کو منعقد ہونے والے اجلاسوں (نمبر ۱۹۱ و ۱۹۲) میں تفصیلی بحث و مباحثہ کے بعد قرار دیا کہ ڈی این اے ٹیسٹ دیگر سائنسی، طبّی اور واقعاتی قرائن کی طرح ایک قرینہ ہے اور اگر دیگر سائنسی، طبّی اور واقعاتی قرائن اس کی تائید کرتی ہوں اور عدالت کو ثبوت جرم کا اطمینان ہو جائے تو اس کی بنیاد پر مناسب تعزیری سزا دی جاسکتی ہے۔ البتہ اس کی بنیاد پر حدود و قصاص کی سزائیں نہیں دی جاسکتی ہیں۔ کونسل کی طرف سے منظور کردہ سفارش کا متن حسب ذیل ہے:

"DNA ٹیسٹ ایک مفید سائنسی ایجاد ہے جس کے ذریعے بہت سے حقائق کا انکشاف ہوتا ہے اور جرائم کی تفتیش میں اس سے معاونت لی جاسکتی ہے۔ تاہم حدود و قصاص کے کیسز میں قرآن وسنت کی رو سے جرائم کے ثبوت کے لئے ایک متعین معیار اور متعین سزا مقرر ہے اور ان جرائم میں اسی شرعی معیار کو اپنانا ضروری ہے۔ ڈی این اے ٹیسٹ مفید ایجاد ہونے کے باوجود اس معیار پر پورا نہیں اترتا۔ اس لئے تمام کیسز میں اس سے معاونت لی جاسکتی ہے، اور یہ بطور قرینہ معتبر ہے۔ البتہ حدود وقصاص میں یہ شہادت کے طور پر معتبر نہیں ہے۔ تاہم دیگر کیسز میں یہ ایک معتبر قرینہ ہے۔ اور ڈی این اے کے ساتھ ساتھ دیگر قرائن کی موجودگی میں اگر عدالت کو ثبوت جرم کا اطمینان ہو جاتا ہے تو اس کی بنیاد پر مناسب تعزیری سزا دی جاسکتی ہے"۔

اس بات میں شک نہیں کہ کونسل کی اس سفارش کا مفہوم یہی ہے کہ ڈی این اے ٹیسٹ زنا یا زنا بالجبر کے کیسوں میں 'پرائمری' بمعنی بنیادی شہادت کے طور پر تعزیری سزا کے لئے بھی قابل قبول نہیں ہے، کیونکہ :

اولاً: خاتون کے اعضاء تناسل یا رحم میں کسی بھی شخص کے مادہ منویہ یا خلیہ کی موجودگی اس بات کو ثابت نہیں کرتی کہ مذکورہ مرد اور خاتون کے مابین عملاً جنسی عمل کا ارتکاب ہوا ہے۔ اس حقیقت کا ادراک کرتے ہوئے فقہاء اسلام نے صدیوں قبل کسی بھی مجرد عورت (خواہ وہ کنواری ہو، مطلقہ ہو یا بیوہ) کو حمل ہو جانے کو بھی ارتکاب زنا کے ثبوت کے طور پر قبول نہیں کیا ہے۔ اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ حمل ہو جانا، جو مجرد آنکھ سے نظر آجاتا ہے، ڈی این اے ٹیسٹ سے مضبوط تر قرائنی شہادت ہے۔ آج کے جدید سائنسی دور میں بچوں کے حصول کے لئے ٹیسٹ ٹیوب بے بی اور سروگیسی (surrogacy) جیسے سائنسی/طبّی طریقوں کے ایجاد کے بعد بھی ڈی این اے ٹیسٹ کی، زنا یا زنا بالجبر کے کیسوں میں، 'پرائمری شہادت' ہونے پر اصرار مسلّمہ سائنسی اور طبّی حقائق کے انکار کے مترادف ہے۔

ثانیاً: ڈی این اے ٹیسٹ کے مثبت (positive) ہونے کے باوجود دیگر ایسی قرائنی / واقعاتی شہادت / شہادتیں ہو سکتی ہیں جو زیادہ مضبوط ہوں اور جن کے ہوتے ہوئے ڈی این اے ٹیسٹ کی شہادتی قدر وقیمت بالکل ختم ہو کر رہ جاتی ہو۔ مثلاً: ایسا ہو سکتا ہے کہ جس مرد کا ڈی این اے ٹیسٹ مثبت (positive) آگیا ہے اس سے متعلق یہ مضبوط تر واقعاتی شہادت بھی ہو کہ وہ وقوعہ سے دو ہفتے یا دس دن یا بیس دن یا ایک ماہ قبل ایک متعین تاریخ کو ملک چھوڑ کر چلا گیا ہے اور نہ صرف اس کے پاسپورٹ پر اس ملک کا ویزہ لگا ہوا ہے جہاں وہ سفر کر کے گیا ہے بلکہ اس پر ملک سے جاتے وقت 'خروج' (exit) اور جس ملک میں گیا ہے وہاں 'دخول' (entry) کی سٹیمپیں بھی لگی ہوئی ہیں۔ وہ جسمانی طور پر ملک سے باہر جانے کے بعد مذکورہ دوسرے ملک میں موجود ہے۔ دونوں ملکوں کے امیگریشن حکام کا ریکارڈ ان حقائق کی تصدیق کر رہا ہے۔ تو کیا اس صورت میں محض اس لئے اسے قصوروار اور مجرم قرار دیا جائے گا کہ ڈی این اے ٹیسٹ 'پرائمری شہادت' ہے؟ ظاہر ہے اس صورت میں مزید تفتیش کی جائے گی کہ کیا مذکورہ شخص' جس کے ڈی این اے ٹیسٹ کے نتائج مثبت آئے ہیں' کے خلاف کوئی سازش تو نہیں کی گئی ہے؟ کیا ایسا تو نہیں ہے کہ اس نے کسی فرٹیلیٹی کلینک میں علاج کے سلسلے میں اپنے سپرم (مادہ منویہ) کا نمونہ دیا ہے اور اس نمونے کو اس کے خلاف استعمال کر لیا گیا ہے؟ اس ایک مثال سے ہی کونسل کی اس رائے کی قانونی قدر وقیمت واضح ہو جاتی ہے کہ ڈی این اے ٹیسٹ دیگر قرائن کی طرح ایک معتبر قرینہ ہے جس کی بنیاد پر تفتیش کو آگے بڑھایا جاسکتا ہے اور اگر دیگر قرائن اس ٹیسٹ کے نتائج کی تائید کرتی ہوں نیز دیگر مضبوط تر قرینہ یا واقعاتی شہادت اس ٹیسٹ کے نتائج سے متعارض نہ ہو تو اس کی بنیاد پر جج / عدالت تعزیری سزا دے سکتے ہیں۔ تاہم ڈی این اے ٹیسٹ کو کسی بھی طور پر "پرائمری شہادت" کے طور پر قبول نہیں کیا جاسکتا۔ بایں معنی کہ اس کے ہوتے ہوئے دیگر قرائن یا واقعاتی اور طبّی شہادتوں کو درخور اعتناء نہیں سمجھا جائے گا۔ چاہے وہ ملزم کی بے گناہی زیادہ مضبوط طریقے سے ثابت کرتی ہوں۔

یہاں اس بات کی طرف اشارہ کرنا بھی ضروری ہے کہ ڈی این اے ٹیسٹ کو بنیادی شہادت قرار دینا خاتون کے حق میں انتہائی تباہ کن ثابت ہو سکتا ہے۔ کیونکہ کوئی بھی شخص کسی بھی خاتون کو بے بس یا بیہوش کر کے کسی بھی غیر مرد کا مادہ منویہ اس کے اعضاء تناسل میں انجکٹ کر سکتا ہے، جس کا خاتون کو علم بھی نہیں ہوگا اور بعد میں ایسا شخص اس خاتون پر زنا کا الزام لگا کر اس کے ڈی این اے ٹیسٹ کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ اور ظاہر ہے ایسی صورت ڈی این اے ٹیسٹ کے نتائج مثبت ہی آئیں گے۔ ڈی این اے ٹیسٹ کو اگر بنیادی شہادت کا درجہ دیا جاتا ہے تو یہ ہر صورت میں بنیادی شہادت قرار پائے گا۔ قانون میں اس امتیاز کی گنجائش نہیں ہے کہ جبری آبروریزی کے کیس میں تو خاتون کے حق میں ڈی این اے ٹیسٹ کو بنیادی شہادت قرار دیا جائے اور خاتون کی طرف سے زنا بالرضا کے کیس میں اس کے خلاف اس کا اعتبار نہ کیا جائے۔ (فاعتبروا یااولی الابصار)